یتیم پوتوں کی وراثت

مولانا محمد عبید اللہ اسعدی
(شیخ الحدیث: جامعہ عربیہ ہتھورا، باندہ یوپی)

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’یتیم پوتے کی وراثت‘‘ کا موضوع مسلمانوں کے عائلی مسائل میں بڑی اہمیت کا حامل ہے اور ہمارے ملک میں ایک طویل عرصہ سے موضوع بحث بنا ہوا ہے، حتی کہ تقسیم ہند سے قبل اور انگریزی عہد میں بھی اس بابت گفتگو ہوتی رہی اور اس وقت کے ہمارے ممتاز علماء نے اپنے حالات ووسائل کے اعتبار سے اس پر توجہ دی اور اُمت کی رہنمائی کی۔

معاملہ یہ ہے کہ عموماً لوگ اس مسئلہ میں جذباتیت اور صرف رحم وترحم کی سوچ رکھتے ہیں اور مسئلہ کو سمجھنے میں ’’یتیم اور پوتے‘‘ تک رہ جاتے ہیں، وراثت — اس کی حقیقت وحکمت کو سمجھنے کی زحمت نہیں کرتے، نتیجہ ان کو شریعت کے اس حکم میں ظلم وزیادتی کا پہلو نظر آتا ہے اور بقول بعض ممتاز ارباب افتاء ۲۷؍صورتوں میں سے محرومی کی ایک شکل کو اہمیت دیتے ہیں اور ۲۶؍سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں، پھر یہ کہ دور دور سے سنتے، دیکھتے اور سمجھتے ہیں، جو لوگ مسئلہ کو صحیح طور پر جانتے، بتاتے اور سمجھاتے ہیں ان کے قریب جا کر ان سے سننے وسمجھنے کی سعی نہیں کی جاتی، جو حق وحقیقت ہے اس کا بھی علم نہیں ہوتا اور ایک خاص صورت کے حکم کو عام اور عمومی سمجھ کر اسلام، اور علماء اسلام کے حق میں الزام تراشی تک نوبت آجاتی ہے۔

دادا کے ترکہ میں پوتے کا حصہ اور پوتے کی شمولیت کی بہت سی شکلیں ہیں جن میں صرف ایک شکل محرومی کی ہے اور بقول استاذی مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمیؒ ۲۶؍شکلیں حصہ پانے اور وراثت میں شمولیت کی ہیں؛ لیکن اس ایک شکل کے پروپیگنڈے نے ذہن ایسا خراب کر دیا ہے کہ شریعت کا مستحکم ومستحسن نظام ظلم نظر آتا ہے، جب کہ ہماری شریعت، شریعتِ اسلامیہ وشریعتِ محمدیہ کا معاملہ یہ ہے کہ اس نے جانوروں کے بھی حقوق اس درجہ بتائے ہیں کہ ان کو ادا کر کے آدمی جنت ومغفرت کا مستحق قرار پاتا ہے اور ان کو ضائع

کر کے اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے تو انسانوں کے حقوق کا کیا کہنا، کمزور سے کمزور طبقہ وفرد کو وہ حقوق دیئے ہیں ان کی فکر وخیال اس حد تک کہ ان کو آسمان تک پہنچا دیا ہے، کتاب وسنت میں معاشرہ کے ہر کمزور فرد وطبقہ کی مدد ونصرت اور خیال وفکر کی ہدایات جابجا موجود ہیں، جس میں غریب ومسکین اور یتیم وبیوہ سب شامل ہیں۔

جس شریعت کے نبی نے خود یتیمی کی زندگی گذاری ہو اور اس حال کو سمجھا و پرکھا ہو اور جس کا کردار قبل نبوت بھی یہ رہا ہو کہ اولین وحی کی آمد پر آپ ﷺ کو جو ایک قسم کی فکر و پریشانی لاحق ہوئی تو آپ ﷺ کی جاں نثار و وفا شعار زوجۂ مطہرہ نے آپ ﷺ سے فرمایا: اللہ آپ کو ضائع نہیں کر سکتا :

فوالله لا يخزيك الله أبدا ، فوالله إنك لتصل الرحم ، و تصدق الحديث ، وتحمل الكل وتكسب المعدوم ، وتقرى الضيف وتعين على نوائب الحق ۔ (بخاری)

جس نبی کا یہ فرمان ہو :

الساعى على الأرملة والمسكين كالمجاهد فى سبيل الله او القائم الليل والصائم النهار۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے :

من قبض يتيما من بين المسلمين الى طعامه وشرابه ادخله الله الجنة البتته ۔ (ترمذی)

أنا و كافل اليتيم فى الجنة هكذا (وأشار باصبعيه السبابة والوسطى) ۔ (بخاری)

جس کی لائی ہوئی کتاب میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ

وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِى
الرِّقَابِ ۔ (البقرۃ:۱۷۷)

اور اس سے بڑھ کر ''اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ '' کے ساتھ اس سے پہلے ''اَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ''فرمایا گیا ہے۔(سورۃ الضحیٰ)

اس مسئلہ کو صحیح طور پر سمجھنے اور سمجھانے کے لئے فلسفۂ میراث ووراثت اور شریعت کے نظام وراثت کو سمجھنے کی ضرورت ہے جو فطرت کے عین مطابق ہے اور ذی شعور انسانوں کے عقل وفہم کے عین مناسب، اور اسی کے ساتھ رحم وترحم، دوسروں کی مدد ونصرت اور خیال وکفالت کی نسبت سے شریعت کا جو نظام ومزاج ہے اس کو بھی پورے طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ شریعت نے ایک طرف وراثت کے مضبوط اُصول بنائے ہیں کہ ہر صاحب حق کو اس کا حق اور واقعی حق پورے طور پر ملے اور دوسری طرف وراثت کے نظام کو صحیح طور پر جاری کرنے کی صورت میں اگر کوئی ضرورتمند محروم رہ رہا ہو تو وہ وراثت سے محرومی کی بنا پر ضائع نہ ہو؛ بلکہ اس کی پوری طور پر کفالت کی جائے اور اس کی جملہ ضروریات کو پورا کرنے کی فکر کی جائے۔

ہر اہم چیز کے کچھ اُصول وضوابط ہوتے ہیں، دنیا والوں کے نزدیک بھی ہوتے ہیں؛ چنانچہ دنیا کا نظام وراثت بھی خواہ کسی قوم وملک کا ہو یا کسی مذہب کا، آزاد اور بے سروپا نہیں ہے؛ بلکہ محدود ہے اور اس کے کچھ حدود ہیں انھیں کی بنیاد پر وراثت کی تقسیم ہوتی ہے اور ہر رشتہ دار اور شریعتِ اسلامیہ نے تو ہر چیز کو منضبط ومنظم کر کے پیش کیا ہے؛ تاکہ عدل وانصاف قائم ہو اور ظلم وجور کا دفعیہ کیا جاسکے۔

شریعت کا نظام وراثت یہ ہے کہ وارث کو ہر حال میں ترکہ ملے ہی، ضروری نہیں، کم وبیش بھی ہوتا ہے اور محرومی کی شکل بھی پائی جاتی ہے۔

(۱) ہر دور وقریب کا رشتہ دار وارث نہیں ہوتا؛ بلکہ صرف قریبی قرابتدار ہی وارث ہوا کرتے ہیں، وراثت کے نظام کو قرابت سے جوڑا گیا ہے قرابتداروں کی ضرورت سے نہیں، ورثہ یا ان میں سے بعض خواہ کتنے ہی مالدار؛ کیوں نہ ہوں ترکہ میں ان کا مقررہ حق وحصہ ان کو ملنا ہے، اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور مورث کو اس کی اجازت نہیں کہ وہ ایسا کوئی کام کرجائے جس کی وجہ سے مستحق وارث محروم ہوجائے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا واقعہ بخاری میں مذکور ومعروف ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر شدید بیمار ہوکر مایوس ہوگئے، تو انھوں نے اپنے کل مال کو صدقہ کرنا چاہا، اتفاق سے اس وقت ان کی ایک بیٹی تھی جو مالدار تھی، نبی اکرم ﷺ نے بمشکل تہائی کے صدقہ ووصیت کی اجازت دی اور ارشاد فرمایا، جس میں بڑی عبرت وتعلیم ہے :

انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من أن تترکھم عالة یتکففون الناس۔

(۲) ان قریبی قرابتداروں کو اس طرح محدود کیا گیا ہے کہ وہ میت کے اہل خانہ، ماں وباپ، میاں وبیوی اور اولاد ہیں، ماں باپ کے زمرہ میں ان سے اوپر کے لوگ، اولاد کے زمرہ میں ان سے نیچے یعنی اولاد در اولاد، نیز ماں وباپ کی اولاد کو بھی اسی فہرست میں رکھا گیا ہے یعنی بھائی وبہن کو، اور کچھ اور لوگ بھی وارثوں کی فہرست میں شامل ہیں۔

(۳) وارث ہونے والوں میں کچھ لوگوں کے حصہ متعین کردیئے گئے ہیں اور کچھ کو حصے کی تعین کے بغیر وارث قرار دیا گیا ہے مثلاً زوجین میں سے ہر ایک کا حصہ متعین ہے، والدین میں سے ہر ایک کا متعین ہے، لڑکی یا بہن، (لڑکے وبھائی) کے بغیر ہو تو ان کا حصہ متعین ہے، اور اگر لڑکی کے ساتھ لڑکا یا بہن کے ساتھ بھائی ہو تو مرد کو عورت کا دوگنا دیا گیا ہے۔

(۴) ایک اہم ضابطہ یہ ہے کہ مستحق ورثہ میں قریبی کی موجودگی میں دور والے کو وراثت نہیں ملتی، اسی لئے اولاد کے ہوتے ہوئے بھائی وبہن کو نہیں ملتا، اور حقیقی بھائی وبہن کے ہوتے ہوئے باپ شریک بھائی بہن کو حصہ نہیں ملتا۔

(۵) اسی طرح جس کی قرابت بالواسطہ ہوتو واسطہ کے ہوتے ہوئے اس کو حصہ نہیں ملتا، باپ موجود ہے تو دادا نیز بھائی و بہن مستحق نہیں ہوتے، صلبی اولاد موجود ہے حقیقی بیٹا و بیٹی ہوتو اولاد کی اولاد کو عموماً نہیں ملتا۔

(٦) پوتے و پوتیوں کی قرابت بالواسطہ ہے، واسطہ موجود ہوتو پوتے و پوتی محروم ہوتے ہیں، یعنی بیٹے اگر موجود ہوں تو پوتے و پوتی محروم رہتے ہیں خواہ موجود بیٹے کی اولاد ہوں یا دوسرے مرحوم بیٹے کی (جو اپنے باپ سے پہلے مر گیا تھا)۔

(۷) واسطہ موجود نہ ہو یعنی بیٹا تو بیٹوں کی اولاد بہر حال وارث ہوتی ہے خواہ صرف پوتے ہوں یا صرف پوتیاں ہوں یا دونوں ہی ہوں اگر صرف پوتے ہوں تو وہ عصبہ پوتے ہیں، متعین حصہ کے مستحق وارثوں کے بعد بچا ہوا ترکہ سب ان کا ہوتا ہے، اگر ان کے ساتھ پوتیاں بھی ہوں تو پوتے و پوتیوں کے درمیان 'لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ' کے مطابق تقسیم ہوتی ہے۔

(۸) حتیٰ کہ اگر صرف پوتیاں ہیں اور بیٹوں میں کوئی زندہ نہیں ہے تو پوتیاں حقدار وحصہ دار ہوتی ہیں دو یا زائد ہوں تو دو تہائی ان کو ملتا ہے، اگر ایک پوتی ہو تو آدھے ترکہ کی وہ مستحق ہوتی ہے۔

(۹) یہی نہیں اگر ایک شخص کا انتقال ایک لڑکی اور ایک پوتی چھوڑ کر ہوتا ہے تو لڑکی؛ چوں کہ اقرب ہے تو اس کو آدھا ترکہ ملتا ہے اور ترکہ کا چھٹا حصہ پوتی کو ملا کرتا ہے، جیسے کہ اگر صرف ایک پوتی اور بہن ہو تو پوتی کو آدھا اور ترکہ کا چھٹا حصہ بہن کو ملتا ہے۔

(۱۰) پوتا و پوتی: بیٹے و بیٹی کی طرح ہی وارث ہوتے ہیں اور جیسے بیٹا و بیٹی کو ترکہ میں حصہ ضرور ملتا ہے، محرومی کا سوال نہیں اسی طرح اگر کسی کے انتقال کے وقت اولاد میں بیٹا و بیٹی نہ ہوں؛ البتہ بیٹے کی اولاد پوتا و پوتی دونوں یا ایک، ایسا ہے تو وہ اپنے باپ کی طرح شریعت کے ضابطہ کے مطابق وارث ہوتے ہیں۔

(۱۱) ایک آدمی کا انتقال اس حال میں ہو کہ صرف ایک پوتا ہو، اور بیوی و ماں و باپ نہ ہوں تو اس کا کل ترکہ پوتے کو ہی ملتا ہے۔

(۱۲) ایک آدمی کا انتقال اس حال میں ہو کہ دو یا زائد لڑکیاں اور ایک پوتا ہو تو لڑکیوں اور دیگر ذوی الفروض کو دینے کے بعد مابقی پوتے کو ہی ملتا ہے۔

(۱۳) مرتے وقت صرف بیوی اور پوتا ہو تو بیوی کے حق کے بعد سب پوتے کا ہی ہوتا ہے۔

(۱۴) قرآن کریم میں آیت میراث میں ورثہ کا حق وحصہ بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے اولاد کا تذکرہ ہے، جس کے تحت بالاتفاق صلبی اولاد کے ساتھ بیٹوں کی اولاد بھی داخل وشامل ہے؛ جب کہ آدمی کے مرتے وقت بیٹے زندہ نہ ہوں؛ بلکہ پوتے ہوں اگرچہ ساتھ میں بیٹیاں بھی ہوں۔

ملاحظہ ہو سورہ نساء کی آیت :

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔ (النساء:۱۱)

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں فرائض ومیراث کے بیان میں سب سے پہلے اسی آیت کا تذکرہ کیا ہے اور آگے وارثوں کا ذکر کرتے ہوئے اولاد، بیٹوں وبیٹیوں کا تذکرہ دوسروں سے پہلے کیا ہے، اور اس کے بعد مرنے والے کے بیٹے کے موجود نہ ہونے کی صورت میں پوتوں کا تذکرہ کیا ہے اور اس بیان میں حضرت زید بن ثابتؓ کا ارشاد نقل کیا ہے، جس پر پوری اُمت متفق ہے :

ولد الابناء بمنزلة الولد ، اذالم يكن دونهم ولد ذكرهم كذكرهم و أنثاهم كأنثاهم يرثون كما يرثون ۔

اور اسی کے ساتھ یہ جملہ بھی نقل کیا ہے :

ولا يرث ولد الابن مع الإبن ۔

ایسے ہی بیٹی کے ساتھ اگر پوتی ہو تو نصف بیٹی کا اور ایک چھٹا حصہ پوتی کا اس کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ پوتے و پوتیاں آدمی کی اولاد ہی ہوتی ہیں اس حیثیت سے شریعت نے ان کا پورا خیال کیا ہے، مورث زندہ ہے تو اس پر ذمہ داری اور مرگیا تو اس سے ان کو وراثت ملتی ہے اور جیسا کہ آچکا ہے کہ دسیوں صورتوں میں پوتے و پوتی میراث میں حصہ دار وحقدار ہوتے ہیں بس ایک صورت ان کی محرومی کی ہے۔

یہ محرومی وراثت وترکہ میں حصہ کی ہے شریعت کے مقرر کردہ ضابطوں کی وجہ سے، اور وراثت کے اُصول ونظام کی وجہ سے، کہ مرنے والے کی حقیقی اولاد، بیٹا جب موجود ہے جو اقرب ہے تو بالواسطہ ودور کا وارث یعنی پوتا ترکہ میں حق وحصہ نہیں پائے گا۔

لیکن اس کا یہ مطلب کہ ایسی صورت میں پوتے و پوتی کو ضیاع کے لئے چھوڑ دیا جائے گا، اوران کی کفالت وخبر گیری کا کوئی نظام شریعت نے نہیں رکھا، ایسا نہیں ہے، شریعت نے ان کی نگہداشت، کفالت، تربیت، گذر بسر کی فکر و ذمہ داری کا پورا پورا نظم کیا ہے، دنیا کے ہر نظام سے بڑھ کر، مورث (دادا) کی زندگی میں بھی اوراس کے بعد کے لئے بھی، جس کی مختصر تفصیل یہ ہے :

(۱) شریعت کا نظام یہ ہے کہ جس انسان کے پاس گذر بسر کے ذرائع نہ ہوں اور وہ مجبور ہو (بچہ، نابالغ، مجنون، مفلوج وغیرہ نیز عورت) تو اس کی کفالت گھرانہ وخاندان کے ان قریبی افراد پر ہوتی ہے جو وارثوں میں شمار ہوتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے حق میں فرمایا گیا ہے وعلی الوارث مثل ذلک باپ پر نفقہ کی ذمہ داری کو بیان کرنے کے بعد یہ ذکر کیا گیا ہے اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے اور امام بخاریؒ نے اس کو بنیاد بنا کر یہ ذکر کیا ہے کہ کوئی شکل نہ بنے تو ماں پر یہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے؛ حالاں کہ شریعت نے عورتوں پر اپنے نفقہ کا بوجھ نہیں رکھا (کمانے کا) تو دوسروں کا کیسے ہوسکتا ہے مگر حالات کے تحت یہ بھی حکم ہے؛ لہٰذا یتیم پوتے کی کفالت دادا پر ہے، وہ ان کی پوری پرورش کا ذمہ دار ہے؛ جب کہ وہ صاحب وسعت ہو۔

(۲) اور اگر بالفرض وہ صاحب وسعت نہ ہوتو دوسرے ایسے اعزہ جو ورثہ کی فہرست میں ہوں، جیسے چچا اور ماموں وغیرہ بھی، یہ سب یتیم کی کفالت کر کے اس کو اس لائق بنائیں گے کہ وہ خود اپنا بوجھ برداشت کر سکے۔

(۳) دادا صاحب وسعت ہے تو اس کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ اپنے بعد کے لئے بھی پوتوں کے گذر بسر کا نظم کرے، یوں کہ اپنی ملکیت کا ایک حصہ پوتوں کو باقاعدہ ہبہ کر دے اور ان کو اس کا مالک بنادے، اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ دادا کی موت کے بعد ترکہ میں پوتوں کو حصہ نہیں ملے گا۔

(۴) اور اگر ہبہ کی صورت نہ اپنا سکے تو کم از کم یہ تو کرے کہ اپنے بعد کے لئے پوتوں کے حق میں وصیت کر جائے کہ اس کے ترکہ میں سے ایک تہائی کے اندر ایک مناسب حصہ پوتوں کو دیدیا جائے؛ تاکہ ان کی محرومی کی تلافی ہو سکے۔

آدمی کے لئے یوں تو وصیت کرنا ضروری نہیں ہے؛ لیکن خاص حالات میں نہ صرف یہ کہ ایسی وصیت پسندیدہ واولی ہوجاتی ہے؛ بلکہ ضروری ہوجاتی ہے، جب کہ ایسا نہ کرنے میں اس قسم کے ضرورت مندوں کے ضیاع کا اندیشہ ہو۔

(۵) بات آچکی ہے کہ یتیم کی کفالت صرف دادا کی ذمہ داری نہیں؛ بلکہ دادا نہ ہو یا دادا صاحب وسعت نہ ہوتو چچا کی ذمہ داری وہی ہے جو دادا کی ہے، چچا کو بھتیجوں کی پرورش وتربیت کی پوری فکر کرنی چاہئے اور ضرورت کے مطابق ان کو ہبہ ووصیت کی شکل اپنانی چاہئے۔

حتیٰ کہ بالفرض دادا صاحب وسعت ہے مگر اس نے نہ ہبہ کیا اور نہ وصیت تو چچا کا فرض بنتا ہے کہ وہ محروم ومجبور بھتیجے کا خیال کرے اور اس پر خرچ کرے؛ بلکہ مستقبل کے لئے اور مستقل نظم کے لئے ہبہ کی شکل اپنائے۔

(۶) دادا و چچا وغیرہ اپنی ذمہ داری محسوس نہ کریں تو خاندان کے دیگر افراد نیز محلہ ومعاشرہ کے ذمہ دار افراد کو چاہئے کہ دادا و چچا وغیرہ سے بات کر کے ان کو پوتے وبھتیجے کے لئے مناسب نظم پر مجبور کریں۔

(۷) اور ایسی کوئی شکل نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں حکومت کے ساتھ ساتھ معاشرہ کے صاحب وسعت افراد کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کمزور، مجبور و بے بس افراد کی زندگیوں کو بچانے اور ان کو قیمتی بنانے کی فکر کریں اور اس کے لئے ایثار وقربانی کریں۔

(۸) آج ضرورت ہے کہ شریعت کے ان ٹھوس ومضبوط اور نہایت مفید کارآمد احکام ونظام کو اچھی طرح سمجھا جائے اور لوگوں کے درمیان اس کو پھیلایا وعام کیا جائے۔

● ● ●